ہوتا ہے کہ آپکی سیر معراج بذریعہ رؤیا ہوئی ورنہ ماننا پڑیگا کہ حضرت بلالؓ نے بھی بجسم عنصری معراج آسمانی کا شرف حاصل کیا بلکہ آنحضرت سے بھی وہ سبقت لے گئے کیونکہ آنحضرت نے اپنے آگے آگے حضرت بلالؓ کی جوتیوں کی آہٹ سنی اور اسکو دیکھا۔ بخاری کتاب الامانہ صفحہ ۲۹۲۔ اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمنے یہ جواب لکھا ہے۔ خدا تعالےٰ اسکو مفید اور بابرکت کرے آمین (خاکسار حافظ جمال احمدؐ)

مکالمہ شیعہ و احمدی

نمبر ۳

(از دست نگارش جناب منشی غلام حسین صاحب خادمؔ بھیروی)

شیعہ۔ جناب رسول صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے علیؓ منّی و انا منہ یعنی علی مجھ سے ہے اور میں علی سے۔ نیز فرمایا ہے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے جسکا میں مولا ہوں علی اسکے مولا ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دوسروں سے بڑھکر آپ ہی خلافت رسول کے مستحق تھے۔

احمدی۔ دونوں حدیثوں سے جناب علی علیہ السلام کا آنحضرت صلعم کے ساتھ کمال قرب و اتحاد و اخوۃ دینی و دنیوی ظاہر ہوتی ہے اور اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں لیکن اگر ان الفاظ سے خلافت کا استحقاق نکالا جائے تو شیعوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سوائے جناب علی کے دوسرے بزرگان دین کے حق میں بھی ایسے کلمات احادیث میں وارد ہیں چنانچہ آنحضرت صلعم نے اپنے عم محترم عباس رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا۔ العباس[۱] منّی و انا منہ۔ دیکھو مشکوٰۃ باب مناقب اہلبیت النبی بروایت ترمذی۔ یعنے عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے۔

پھر ایک صحابی جلیبیب کے حق میں فرمایا ہے ھٰذا منّی و انا منہ۔ ھٰذا منّی و انا منہ مسلم معہ شرح نووی۔ باب فضائل جلیبیب رضی اللہ عنہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ مطبع احمدی دہلی ۱۳۱۹ھ یعنے یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے۔

اور مولا کے رشتے بھی دوست کے ہیں چنانچہ آپنے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا ہے انت اخونا و مولانا۔ دیکھو بخاری کتاب المناقب العزۃ و المصالحہ جلد اول صفحہ ۳۰۴ یعنے اے

[۱] عباس مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔

زید تو ہمارا بھائی اور دوست ہے فتدبر

شیعہ۔ جناب علی علیہ السلام کو جنگ تبوک کے موقعہ پر فرمایا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ پس جس طرح ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ ہوئے اسی طرح جناب علی بھی رسول صلعم کے خلیفہ ہیں۔ اگر دوسرے مستحق خلافت ہوتے تو ان کو بھی خلیفہ بنایا جاتا

احمدی۔ ہمکو اس سے انکار نہیں کہ جس طرح ایک خاص وقت کے لئے ہارون علیہ السلام موسیٰ کے خلیفہ بنائے گئے تھے اسی طرح جناب علی علیہ السلام بھی تبوک کے وقت بنائے گئے لیکن اس سے کوئی خاص استحقاق خلافت کا اور علی الخصوص خلیفہ بلا فصل ہونے کا ثابت نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہو تو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا ڈبل استحقاق ثابت ہوگا کیونکہ رسول صلعم نے انکو ایک چھوڑ دو دفعہ مدینہ میں خلیفہ بنائے جانے کا موقعہ ملا۔ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استخلف ابن ام مکتوم علی المدینۃ مرتین دیکھو ابوداؤد مطبوعہ کانپور صفحہ ۴۰۶۔

شیعہ۔ جناب علی علیہ السلام کی محبت علامت ایمان ہے اور آپ کے ساتھ بغض علامت نفاق ہے پس مبارک ہیں جو اس محبت میں سرشار ہیں اور افسوس ہے ان پر جو ان سے بغض رکھکر برسرپیکار ہیں

احمدی۔ اس سے ہمکو ہرگز ہرگز انکار نہیں لیکن جس رسول صلعم نے فرمایا ہے لا یحب علیاً منافق ولا یبغضہ مومن۔ اسی رسول صلعم نے انصار جان نثار کے حق میں بھی فرمایا ہے آیۃ الایمان حب الانصار و آیۃ النفاق بغض الانصار اور نیز فرمایا ہے الانصار لا یحبھم الا مومن ولا یبغضھم الا منافق فمن احبھم احبہ اللہ ومن ابغضھم ابغضہ اللہ۔ متفق علیہ مشکوۃ باب جامع للمناقب فصل اول۔ بخاری مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۹۱

سو خدا کا شکر ہے کہ اہلسنت جس طرح علی السلام کو دوست رکھتے ہیں۔ اسی طرح مہاجرین و انصار کو بھی رکھتے ہیں۔ لیکن بعض لوگ صرف جناب علی السلام کو دوست رکھتے ہیں اور مہاجرین و انصار کی

ؔلہ ابن مکتوم کو مدینہ میں دوبارہ خلیفہ بنایا ؔلہ ایمان کی نشانی انصار کی محبت ہے اور نفاق کی نشانی انصار کا بغض ہے ؔلہ انصار سے نہیں محبت رکھتا مگر مومن اور نہیں بغض رکھتا ان سے مگر منافق جو ان سے محبت رکھے اللہ کا محبوب ہے اور جو ان سے بغض رکھے اللہ کی جناب سے دور ہے۔

وقعت انکی نظروں میں برائے نام ہی ہے بلکہ ابوبکر صدیق کو گوسالہ سامری قرار دے کر بعد وفات رسول صلعم مہاجرین والانصار کو سوائے تین نفر کے مرتد اور گوسالہ پرستوں میں شمار کرتے ہیں۔ کتاب الروضۃ کافی صفحہ ۱۱۵ فانک بمنزلۃ[۱] ہارون ومن تبعہ وہم بمنزلۃ العجل ومن تبعہ۔ غایت المرام سید ہاشم البحرانی مطبوعہ ایران مقصد اول باب ۲۱ حدیث التاسع صفحہ ۱۲۸

شیعہ۔ ہمارے علمائے امامیہ آیۃ اولی الامر منکم سے دوازدہ امام کی امارت نکالتے ہیں۔ آپ کے ہاں اولی الامر منکم کے کون لوگ مراد ہیں؟

احمدی۔ ہمارے محققین کے نزدیک اس سے حکام اور امرائے وقت مراد ہیں ظاہر آیت سے بھی ایسا ہی مترشح ہوتا ہے اور حدیث شریف میں بھی ایسے لوگوں سے مراد ہے چنانچہ مروی ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے عبداللہ بن حذافۃ السہمی کو ایک جنگ کے موقعہ پر امیر لشکر بنایا تو اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ ثبت فی الصحیحین من حدیث سعد بن جبیر عن ابن عباس قال نزل قولہ تعالیٰ۔ یا ایہا الذین[۲] امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ فی عبداللہ بن حذافۃ السہمی بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریہ۔ زاد المعاد جلد اول صفحہ ۴۰۲ سے ہے بارہ امام۔ سو نہ اس آیت میں بارہ کا ذکر ہے نہ اولی الامر کے معنے کسی لغت میں بارہ مرقوم ہیں۔

شیعہ۔ جناب علی علیہ السلام سب سے پہلے آنحضرت صلعم پر ایمان لے آئے اسواسطے تمام امت سے افضل اور مستحق خلافت بلا فصل ہیں

احمدی۔ سب سے پہلے ایمان تو حسب روایات فریقین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا لے آئی ہیں دیکھو حیات القلوب جلد ۲۔ نہ کہ جناب علی علیہ السلام۔ اگر وہ سابق الایمان ہیں بھی تو بیشک لڑکوں میں سے سب سے پہلے ایمان وہ لائے ہیں۔ ورنہ آزاد جوان بالغین مردوں میں سے تو ابوبکرؓ ہی سابق الایمان ہیں یہی وجہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے اور ابوبکر صدیق نے ایمان لاتے ہی قریش میں تبلیغ دین برحق شروع کر دی اور زبیر عثمان طلحہ و عبدالرحمٰن بن عوف جیسے نامی گرامی اور جلیل القدر لوگ انکی کوشش سے ہی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے استیعاب جلد اول صفحہ ۳۴۲

۱؎ آپ ہارون اور اسکے متبعین کی پوزیشن میں ہیں اور وہ بچھڑے اور اسکے پرستاروں کی مانند ۱۲ ۲؎ یہ آیت حذافہ کے معاملہ میں نازل ہوئی جب رسول نے اسے ایک سریہ میں بھیجا۔

پس اگر سابق الایمان ہونا افضل الامت اور مستحق بالخلافت بلا فصل ہونے کی دلیل ہے تو ابوبکر اس فضیلت میں بھی بوجہ احسن جناب علی علیہ السلام کے شریک ہیں۔ بلکہ جیسے کہ واقعات نے ثابت کر دیا ان سے بھی افضل ہیں والله یختص برحمته من یشآء

شیعہ۔ میں شیعہ کی ایک ایسی خوبی بیان کرتا ہوں جس کی تردید آپ ہرگز نہ کر سکیں وہ یہ کہ سوائے اہل اسلام کے وہ کسی کے ہاتھ کا پکا ہوا نہیں کھاتے برخلاف اہلسنت کے کہ وہ ہندوؤں کی پکی ہوئی مٹھائی حلوا پوری بلا تامل کھا جاتے ہیں حالانکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ انما المشرکون نجس

احمدی۔ انما المشرکون نجس تک ہی پڑھ دیا ذرا آگے بھی تو پڑھئے فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا جس کا پورا ترجمہ یہ ہوا کہ یہ مشرک لوگ ناپاک ہیں پس وہ اس سال کے پیچھے خانہ کعبہ کے نزدیک آنے نہ پائیں تو اس آیت سے یہ کہاں سے نکلا کہ ان کے ساتھ کھانا پینا بھی حرام ہے۔

۲۔ سنی مشرکوں کو عقائد میں نجس جانتے ہیں اور پوری آیت کا جو مفہوم ہے وہ بھی اسی کی تائید کرتا ہے چنانچہ شیعوں کی مشہور تفسیر خلاصۃ المنہج میں بھی ایسا ہی لکھا ہے (مشرکین) پلید ند بجہت خبث باطن و ناپاکی اعتقاد و نزد فقہائے امامیہ نجس العین اند چوں کلاب

۳۔ البتہ قومی ہمدردی و بہبودی کی بنا پر اگر مسلمان اشیاء خورد و نوش خود مہیا کریں اور دوسرے بھائی انکی قدردانی و حوصلہ افزائی کریں تو بہت ٹھیک ہے آجکل بہت سے مسلمان اس اصول پر کاربند ہیں۔

۴۔ لیکن اہو کا شیعوں کے پاس کیا ثبوت ہے کہ ان کے ہاں مذہباً سوائے شیعہ کے دوسرے مسلمانوں کا ذبیحہ بھی حلال نہیں فضیل بن یسار۔ قال سالت اباجعفر عن المرأة العارفة هل ازوجها الناصب قال لا لان الناصب کافر۔ اور پھر اسی راوی سے مروی ہے۔ قال ذکر النصاب فقال لا تناکحهم ولا تاکل ذبیحتهم ولا تسکن معهم۔ دیکھو تہذیب الاحکام جو شیعوں کی اصول اربعہ میں سے نہایت معتبر کتاب ہے باب من یحرم نکاحهن بالاسباب دون الانساب۔ یعنے فضیل بن یسار سے مروی ہے کہا کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے مومن عورت کی بابت پوچھا کہ کیا وہ ناصبی سے نکاح کر لیوے فرمایا نہیں کیونکہ ناصبی کافر ہیں اور

اور پھر وہ کہتا ہے کہ ناصبیوں کا ذکر ہوا تو کہا کہ اُن سے نکاح کرو۔ نہ ان کا ذبیحہ کھاؤ۔ نہ ان کے ساتھ ملکر رہو۔

ناصبی کے معنوں کے متعلق قاضی نور اللہ شوستری شیخ اجل ابراہیم بن سلیمان قطیفی کی کتاب وافیہ سے اٹھارہ حدیثوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ودریں احادیث نیز مذکور ست کہ ناصبی آنکس است کہ غیر امیر المومنین علیہ السلام را بر او تقدیم نماید۔ مجالس المومنین صفحہ ۱۹۴۔ ترجمہ ابوبکر اظفری۔ ترجمہ ناصبی وہ ہے جو جناب علی علیہ السلام کے سوا دوسروں کو انپر مقدم جانے۔

شیعہ۔ جناب علی علیہ السلام ید اللہ ہیں۔ کیا اس فضیلت میں بھی کوئی ان کا شریک ہے؟

احمدی۔ جناب علی علیہ السلام کے ید اللہ ہونے کا ذکر اہلسنت کی صحاح ستہ میں تو جہانتک میں نے ابواب مناقب و فضائل کا مطالعہ کیا ہے کہیں نہیں دیکھا۔ البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ید اللہ ہونا بیعت الرضوان کے موقعہ پر ثابت ہے جبکہ حضرت عثمان رض مکہ میں تھے۔ آنحضرت صلعم نے سب صحابہ رض سے بیعت لی اور عثمان رض کی بیعت یوں لی کہ اپنا دایاں ہاتھ عثمان کا ہاتھ بنایا اور بایاں ہاتھ اپنا۔ اور یہ امر صاف طور پر کتب فریقین میں موجود ہے ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں۔ و بروایت شیخ طبرسی چوں مشرکان عثمان را حبس کردند و خبر بحضرت رسید کہ او را کشتند حضرت فرمود کہ ازینجا حرکت نمیکنم تا با ایشاں قتال کنم و مردم را بسوئے بیعت دعوت نمائم و برخاست و لپشت مبارک بدرخت دادہ تکیہ کرد و صحابہ با آنحضرت بیعت کردند کہ با مشرکاں جہاد کنند و نہ گریزند۔ و بروایت کلینی حضرت یک دست خود را بدست دیگر زد و برائے عثمان بیعت گرفت۔ حیات القلوب جلد ۲ باب ۳۸ صفحہ ۴۴۴ غزوہ حدیبیہ

(۲) وبایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ المسلمین وضرب باحدی یدیہ علی الاخری لعثمان الخ فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۵۱۔ یعنے رسول صلعم نے مسلمانوں سے بیعت لی اور عثمان کے لئے یوں بیعت لی کہ اپنا ایک ہاتھ عثمان کا بنایا اور دوسرا ہاتھ اپنا۔

(۳) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ الیمنی ھذہ ید عثمان فضرب بھا علی یدہ الیسری فقال ھذہ لعثمان فکانت ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعثمان خیر امن ایدیہم لانفسہم الخ تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۳

(۴) پس دست راست خود اشارت کردہ گفت ایں دست عثمان و دست چپ خویش دست من است آنگاہ دست چپ را بر دست راست نہادہ از قبل عثمان با خود بیعت کرد قبادہ گویدکہ زہے شرف عثمان کہ دست خواجہ ہر دو جہاں و رحمت عالمیان دست او ست۔ روضۃ الصفا جلد ۲ مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۱ھ در ذکر صلح حدیبیہ

اب سنئے کہ خدا تعالےٰ اس بیعت کی فضیلت میں قرآن میں فرماتا ہے کہ جن لوگوں نے تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے انہوں نے تیرے ہاتھ ہی کے نیچے ہاتھ نہیں رکھا۔ بلکہ ان کے ہاتھ کے اوپر کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم پ ۲۶ اور رسول کا ہاتھ خدا کا ہاتھ تھا پس حضرت عثمان بوجہ اول ید اللہ ٹھہرے فہو المراد

شیعہ۔ اور جناب علی علیہ السلام کو حضرت سیدہ کے زوج ہونے کی جو خصوصیت ہے وہ بھی قابل غور ہے بعض کتابوں میں آیا ہے کہ ابو بکر و عمر نے بھی خواستگاری کی تھی مگر آنحضرت صلعم نے منظور نہ فرمایا۔

احمدی۔ واقعی جناب علی علیہ السلام کی اس سے خصوصیت ثابت ہے چشمِ ما روشن دل ما شاد لیکن عمرؓ کو جو خصوصیت عقد ام کلثوم سے نصیب ہوئی وہ بھی قابل غور ہے۔

ایڈیٹر صاحب رسالہ اصلاح کو اس عقد کے انکار پر بڑا ہی اصرار ہے حالانکہ تمام تاریخوں میں اسکا ذکر ہے چنانچہ یہاں پر ہم تاریخ کامل ابن اثیر اور تاریخ خمیس سے بطور نمونہ ثبوت عرض کرتے ہیں۔ جن کے حوالے ایڈیٹر صاحب موصوف اکثر اپنے مضامین میں دینے کے عادی ہیں۔

(۱) ثم تزوجہ (عمر) ام کلثوم بنت علی وامہا فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم وصدقہا اربعین الفاً فولدت لہ رقیۃ وزیداً۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ یعنی عمر نے پھر ام کلثوم جناب علی کی بیٹی جنکی ماں حضرت سیدہ تھیں (نہ کہ ابو بکر کی بیٹی جیسا کہ ایڈیٹر صاحب اصلاح کا ادعائے بیجا ہے) سے نکاح کیا اور ان کا حق مہر چالیس ہزار تھا۔ اور اُن سے رقیہ (لڑکی) اور زید (لڑکا) پیدا ہوئے۔

(۲) وزید الاکبر امہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب من فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تاریخ خمیس دیار بکری مطبوعہ مطبعۃ الاولیٰ ۱۳۰۲ھ جلد ۲ صفحہ ۲۸۰۔

اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے یا نہ کہ نکاح سیدہ سے پہلے رسول صلعم نے جناب علی علیہ السلام سے دریافت فرمایا تھا کہ مہر کے واسطے کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے یا نہ تو آپ نے عرض کیا کہ میرے پاس نقد تو کچھ ہے نہیں

تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ زرہ حطیمہ کیا کی ہے عرض کیا موجود ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا تو اسی سے زرہ مہر بنالو جناب علی علیہ السلام نے زرہ چارسو اسی درہم پر حضرت عثمان کے ہاتھ میں بیچدی اور عثمان نے خرید کر پھر جناب علی علیہ السلام کو ہی بخشدی۔ جناب علی علیہ السلام زرہ اور قیمت نقد اسکی لئے ہوئے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور انہوں نے عثمان رضکے حقمیں دعا فرمائی۔ وفی بعض الروایات جعل صداقہا درعہ فباعہا من عثمان بن عفان باربعمائۃ وثمانین درہما ثم ان عثمان رد الدرع الی علی فجاء علی بالدرع والدراہم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا لعثمان بدعوات

تاریخ خمیس صفحہ ۴۰۸ روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۸۹

رد فدک نہ کرنے پر ابوبکرؓ پر بخل اور تنگدلی کا طعن دھرنے والو غور کرو۔ اس بر وقت امداد پر رسول صلعم اور علی علیہ السلام نے عثمانؓ کا احسان مانا اور ان کے حقمیں دعا کی تبلاؤ تمہارے نزدیک بھی یہہ احسان قابل غور ہے یا نہ؟ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔

شیعہ۔ نصاریٰ مباہلہ کے وقت آنحضرت صلعم اپنے ساتھ کس کس کو لیگئے تھے؟

احمدی۔ عام طور پر مشہور ہے کہ آنحضرت صلعم نجران کے پادریوں کے ساتھ مباہلہ کرنے کے وقت جناب علیؑ و سیدہؑ و حسنینؑ کو ساتھ لے گئے تھے مگر روایات میں آیا ہے کہ اصحاب ثلاثہ اور انکی اولاد کو بھی لیگئے تھے اور آیت مباہلہ کا ظاہر بھی ایسی ہی عمومیت کو چاہتا ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خان نے دونوں قسم کی روایات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے حدیث سعد بن ابی وقاص میں آیا ہے کہ جب یہ آیت اتری حضرت نے علی و فاطمہ و حسن و حسین کو بلایا۔ کہا اے اللہ میرے گھر والے یہی ہیں۔ اخرجہ مسلم والترمذی وابن المنذر والحاکم والبیہقی مگر جعفر بن محمد عن ابیہ سے یوں آیا ہے کہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی مع اپنی اولاد کے آئے رواہ ابن عساکر دیکھو ترجمان القرآن صفحہ ۴۴۶ سطر ۵ و ۶ پارہ تلک الرسل زیر آیۃ مباہلہ

شیعہ۔ جناب علی علیہ السلام کے نام میں ایسی برکت ہے کہ ناد علی پڑھکر جس مریض یا مبتلا پر پھونکا جائے فوراً تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔

احمدی۔ ناد علی کی خوب کہی۔ اجی حضرت یہ تو غالی شیعوں کی تعلیم کا اثر ہے جو عام شیعوں میں باقی اور جاری چلا آتا ہے اور اکثر خوش اعتقاد جاہل شیعہ یا گداگر بنگ نوش اسکا ورد رکھتے ہیں ورنہ محققین شیعہ تو ان کلمات کے مستند ہونے سے انکاری ہیں چنانچہ ناد علی کے سوال کے جواب میں ایک فاضل

شیعہ فرماتے ہیں

"نادِ علیاً کتب احادیث میں موجود نہیں پڑھنا اسکا خلاف ایاک نعبد وایاک نستعین ہے"

شیعہ ۔ ہم شیعوں میں مشہور ہے کہ جناب علی علیہ السلام جبریل کے استاد ہیں۔ کیا یہ شرف آپ کے اصحاب ثلاثہ کو بھی نصیب ہوا ہے

احمدی ۔ پہلے اپنا دعویٰ ثابت کرلیں پھر اصحاب ثلاثہ کی استادی شاگردی کا سوال کرنا دیکھئے وہی محقق اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

"یہ اعتقاد غالیان بد نہاد کا ہے۔ کیونکہ حضرت جبریل بحق استادی کبھی جناب امیر کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے کتاب حملہ حیدری میں شاعرانہ طور پر لکھا ہے۔" تنقیح المسائل صفحہ ۲

شیعہ ۔ ہمارے علماء کہتے ہیں کہ رسول صلعم نے سب کے دروازے مسجد میں آنے کے لئے بند کر دیئے تھے۔ مگر جناب علی علیہ السلام کے لئے خاص طور پر اجازت عطا فرمائی تھی۔

احمدی ۔ بیشک جناب علی علیہ السلام کے لئے بھی یہ ارشاد فرمایا گیا مگر جناب صدیق کے لئے بھی صراحتاً احادیث میں آیا ہے کہ اور سب کے دروازے بند کرائے گئے سوائے ان کے

۱۔ لا یبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر۔ بخاری مولوی احمد علی والی مطبوعہ مجتبائی باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم سدوا الباب الا باب ابی بکر

۲۔ لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر۔ صحیح مسلم مع شرح نووی مطبع انصاری دہلی صفحہ ۲۷۴

(باقی آئندہ)

توفّی بمعنی موت

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں - قال ابن عباس توفی موت (مفردات راغب) ابن عباس فرماتے ہیں توفی کے معنے موت کے ہیں والوفات الموت (صراح) وفات موت کو کہتے ہیں - التوفی الموت یقال توفاہ اللہ تعالیٰ ای قبض روحہ (منتہی الارب) توفی کے معنے موت کے ہیں کیونکہ عرب میں محاورہ ہے کہ جب توفاہ اللہ بولیں تو اس سے مراد روح قبض کرنا ہوتی ہے نہ جسم۔ الوفات الموت (لسان العرب) وفات کے معنے موت کے ہیں سنئے اصول لگا کر مخفی بالطبع ہو کر سنئے اذا سئل رجل من العرب الی کلام

کیف حال ابیک او اخیک او غیرہما فاذا قال قد توفی استرجع و ترحم لانہ فہم قد مات (لغات القرآن) ابھی تک یہی محاورہ عربوں میں چلا آتا ہے کہ جب کوئی فرد عربوں میں سے دوسرے کو سوال کرے کہ تیرے باپ یا بھائی یا اور کسی کا نام لیکر پوچھے کہ اسکا کیا حال ہے اور اسکے جواب میں وہ شخص لفظ توفی بولے تو معاً وہ سائل شخص انا للہ اور رحمہ اللہ کی دعا پڑھیگا۔ کیونکہ وہ شخص اس لفظ توفی سے سمجھ جاتا ہے کہ اسکا باپ وغیرہ مسئول عنہ مرگیا ہے۔ جب پچیس دفعہ یہ لفظ توفی قرآن شریف میں آیا ہے اور تمام جگہ قبض روح ہی مراد ہے اور جہاں قبض روح ناقص ہے وہاں بھی قرینہ صارفہ لیل اور منام لاکر بتلا دیا کہ اصل معنے توفی کے قبض تام یعنے موت کے ہی ہیں اور آٹھ ہزار کے قریب یہ لفظ نبی کریم صلعم کی زبان مبارک سے عہد نبوت میں بولا گیا ہے جو تمام جگہ قبض روح ہی مراد ہے کسی ایک جگہ بھی قبض جسم کے لئے نہیں بولا گیا نہ حقیقتاً نہ مجازاً۔ اور تمام کتب او باد زمانہ جاہلیت و اسلام میں جہاں لفظ توفی فاعل اللہ مفعول ذی روح آیا ہے کہیں بھی سوائے قبض روح کے نہیں آیا۔ اور ایک جگہ بھی شعرار بلغار و فضلاء عرب عجم نے قبض جسم انسانی پر نہیں بولا۔ تو بموجب برہان استقرائی کے آپ انکار نہیں کر سکتے۔ قیاس استقرائی بھی یقینیات سے ہے قریباً تمام اشیار کا ثبوت استقرار سے ہی دیا جاتا ہے سنئے۔ فالاستقراء ھو الحجۃ التی یستدل فیہا من حکم الجزئیات علی حکم کلیہا (شرح تہذیب) استقرار بھی ایک دلیل ہوتی ہے جس کا طریق استدلال یہ ہے کہ جزئیات کے حکم سے کلیت سمجھی جاتی ہے اب بتلائے کہ جب آپ بھی مانتے ہیں کہ توفی کا فاعل اللہ تعالےٰ اور مفعول ذی روح ہو تو ہمیشہ قبض روح ہی مراد ہوتا ہے خواہ ناقص یا تام اور قبض جسم کبھی بھی مراد نہیں ہوتا تو بموجب علم منطق یعنی استقراء اور تواتر یہ بات یقینیات سے ہوئی یا نہیں کہ توفی بمعنی قبض روح ہی ہے آپ کوئی ایسی مثال بتلائیں جسمیں قبض جسم انسانی مراد لیا گیا ہو اور لفظ توفی ہو گو مجازاً ہو۔ کیا اب ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ آپ توبہ کر کے حضرت مسیح کی فاتحہ خوانی کرینگے ہمارے اس دعوے کی بنیاد استقراء و تواتر اور موجودات مشاہدات تجربات اور دلائل اربعہ شرعیہ پر ہے وہ یہ ہے کہ جب لفظ توفی کا فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہو تو ہمیشہ بمعنے قبض روح ہی آتا ہے خواہ قبض تام (موت) خواہ قبض ناقص (النوم اخ الموت) ہو۔ جسم کو کوئی دخل نہیں۔ آپ ہمارے اس حصر کو توڑیں

رفع کے حقیقی معنے

قولہ تعالیٰ۔ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع اللہ کا قول ان گھروں میں ہے۔ جن کے متعلق اللہ کا

اعلان ہو کہ معزز و مکرم کئے جائیں۔ قال للعباس یا عم رفعک اللہ (کنز العمال) رسول اللہ صلعم نے اپنے چچا عباس کو فرمایا کہ تیرا رفع خدا تعالےٰ کرے اللھم ارفعنا بالقرآن العظیم اے اللہ ہمارا رفع بھی قرآن کریم کے باعث کر۔ الی اللہ مرجعکم۔ تم سب کے سب خدا کی طرف ہی آ جاؤ گے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر وہ خدا کے پاس چلا گیا ہے تو ہم بھی اسی کے پاس جانے والے ہیں اچھا آپ کسی ایک اہل زبان کا قول بتلادو کہ جب اسکے سامنے یہ لفظ بولا گیا ہو کہ ما قتلوا زیدًا یقینًا بل رفعہ اللہ الیہ یعنے لوگوں نے زید کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے اسکو اپنی طرف اٹھا لیا۔ تو سوائے طبعی موت کے کچھ اور سمجھا ہو مجھے تعجب آتا ہے کہ جب آپ متوفیک کے معنے بھی قبض روح مع الجسم کرتے ہیں تو پھر رافعک کی کیا ضرورت رہی جس کے لئے یہ لفظ لایا گیا۔ کیا نعوذ باللہ مسیح کو خطرہ تھا کہ خدا تعالےٰ پکڑ کر دشمنوں کے حوالے نہ کر دے اسواسطے رافعک کی ضرورت پڑی معلوم ہوتا ہے کہ آپکے گاؤں میں چوکیدار نہیں یا ہو گا۔ تو آپنے اس کے پاس کتاب نہیں دیکھی جسمیں مردوں کے نام ہوتے ہیں جسمیں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ نام متوفی زوجہ فلاں متوفی شاید وہاں بھی آپ قبض روح مع الجسد سمجھتے ہوں گے کیونکہ ان کو بھی یہود نے قتل نہیں کیا ہوتا۔ لیجئے قرآن شریف سے مثال رجع الی اللہ کی۔ قولہ تعالیٰ۔ الیہ یصعد الکلم الطیب یصعد الکلم الیہ مجاز و کنایۃ عن علمہ ورضاہ والعمل الصالح یرفعہ ان المستکن الی العمل والھاء الی العامل ای العمل الصالح یرفع العامل ویشرفہ (کمالین) کلمے پاک خدا کی طرف صعود کرتے ہیں یعنے ان کو خدا تعالےٰ قبول فرماتا اور پسند کرتا ہے اور یرفعہ میں جو ضمیر مستتر ہوتی ہے وہ عمل کی طرف پھرتی ہے اور جو ہٗ کی ضمیر بارز ہے اسکا مرجع عامل ہے معنے یہ ہوئے کہ خدا کی طرف عمل صالح عامل کا رفع کرتا ہے یعنے بزرگ بناتا ہے۔ کیوں؟ مولویصاحب! لفظ رفع ہے صلہ الیٰ ہے عامل بھی انسان ہے جس کا رفع ہو رہا ہے۔ لفظ بھی قرآن شریف کے ہیں۔ تفسیر بھی کمالین ہے۔ ہاں رفع ہونے والا جسم نہیں کوئی اور عبید صلہ ہے فرمائیے۔ توبہ کی امید رکھوں؟

سراج الواعظین حصہ اوّل۔ ایک صاحب مولوی سید غلام مرتضیٰ صاحب حنفی ساکن چک قاضیاں ضلع گورداسپور نے سوانح سید المرسلین میں یہ کتاب پنجابی نظم میں لکھی اور چھپوائی ہے۔ ۱۲۰ صفحے حجم ہے ایک روپیہ پر ملتی ہے سید فیروز شاہ کاتب قادیان یا مصنف سے مل سکتی ہے ؛

بشارات القرآن

نمبر ۶

پیشگوئی ۴۶

نساء ع ۷- یٰاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ اٰمِنُوۡا بِمَا نَزَّلۡنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّطۡمِسَ وُجُوۡہًا فَنَرُدَّہَا عَلٰۤی اَدۡبَارِہَاۤ اَوۡ نَلۡعَنَہُمۡ کَمَا لَعَنَّاۤ اَصۡحٰبَ السَّبۡتِ ؕ وَ کَانَ اَمۡرُ اللّٰہِ مَفۡعُوۡلًا (ترجمہ) اے اہل کتاب ایمان لاؤ قرآن کریم پر جو تصدیق کنندہ ہے ان کتب کا جو تمہارے پاس ہیں پہلے اسدن سے کہ ہم بُرے بڑے چہروں کو بگاڑ دینگے پھر ان کو انکی پشتوں پر پھیر دینگے یا اُن پر لعنت کرینگے جیسا کہ بے ادبان سبت پر لعنت کی تھی اور یہ کام اللہ کے نزدیک تو ہُوا ہوا ہے۔

یہ پیشگوئی بھی یہودیوں کے حقمیں کی گئی تھی کہ وہ دن قریب ہے کہ بسبب شامت اعمال کے ان کے چہروں کو بگاڑ کر بے رونق بے حسن پُر غم کر دیا جائیگا اور پھر ان کو انکی پشتوں پر ہی پھیر دیا جائے گا۔ سو ایسا ہی خدا کا وعدہ پورا ہوا کہ جہاں سے آئے تھے وہاں ہی یعنے بیت المقدس کی طرف واپس کر دیا گیا اور وہ ملعون بنائے گئے ان سے خدمت دین کھوئی گئی۔ عزّت و عظمت فضیلت۔ چھینکر چہرے بگاڑ دیے گئے اور مسکین ذلیل ہر طرف جدھر جائیں بنا دیئے گئے۔ یہی خدا کی لعنت کا ثمرہ ہے پس خدا کی یہ بات اسوقت کہی گئی تھی جبکہ یہودیوں کے وہم وخیال اور خطرات میں بھی نہ آتی تھی مگر خدا کی باتیں نہیں ٹل سکتیں اگرچہ آسمان و زمین ٹلجائیں اور انہیں کے حق میں ع ۸ میں وارد ہے وَمَنۡ یَّلۡعَنِ اللّٰہُ فَلَنۡ تَجِدَ لَہٗ نَصِیۡرًا یعنی خدا کا ملعون کبھی نصرت نہیں پائے گا۔

پیشگوئی ۴۷

نساء ع ۸- وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدۡخِلُہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۔ (ترجمہ) اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اعمال بھی اچھے کرتے ہیں بہت ہی قریب وہ دن ہے کہ داخل کرینگے ہم ان کو باغوں والے ملک شام وغیرہ میں جہاں ندیاں جیحوں سیحوں وغیرہ بہتی ہیں اور وہاں ہمیشہ تابعض رہینگے اور ان کے لئے وہاں بیویاں پاک ملینگی اور وہ عمدہ سایوں والا ملک جس میں ہم ان کو داخل کرینگے سو یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ مسلمانوں کو ملک شام کی فتح ملی جسمیں ندیاں بہتی ہیں۔ اور باغات عام میوہ دار ہیں۔ اور قیصر و کسریٰ کی لڑکیاں بھی مل گئیں اور پھر قیامت کو بھی ملینگی۔ یہاں کا ملنا اس ملنے پر گواہ ہے

پیشگوئی ۴۸

نساء ع نمبر ۱۰ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۔ یعنے اے مسلمانو تم دلیر ہو کر لڑو شیطان کے دوستوں سے۔ بیشک تمام مکر اور منصوبے اور تدبیریں شیطان کی اب کمزور ہونے والی ہیں۔

آیت ہذا میں یہ پیشگوئی سنادی کہ تمام منکرین یاران ابلیس۔ کے سارے جنگی وغیرہ منصوبے نیست ہو جائینگے اور ان کے پیر ابلیس کا سر کچلا جائیگا اور حق کی فتح نمایاں ہوگی سو ایسا ہی ظہور میں آیا کہ عرب میں سے کفر و شرک کرنے والوں کو تتر بتر کر کے خطۂ عرب کو صاف کر دیا اور مسلمان بنا دیا اور توحید الٰہی سے آباد۔ یہ خدا کی بات تھی جو پوری ہوئی۔

پیشگوئی ۴۹

نساء ع ۱۷۔ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ۔ (ترجمہ) بیشک ایک جماعت یہود میں سے زور لگا رہے ہیں کہ تباہ و ہلاک کر دیں تجھکو اے نبی۔ اور وہ نہیں گمراہ کر سکتے مگر اپنے آپ کو اور کبھی ضرر اور کچھ نقصان نہ کر سکینگے تیرا۔

یہ پیشگوئی نبی کے اطمینان و تسلی کے لئے بتائی گئی تھی کہ تیرے دشمن کبھی تیرا بال تک بیکا نہ کر سکینگے۔ اور ان سب کو تیرے ہاتھ سے نیست کر دیا جائیگا۔ سو خدا کی باتیں جو امل ہوتی ہیں پوری ہو گئیں۔

پیشگوئی ۵۰

نساء ع ۱۸ - وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۚ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا ۝ (ترجمہ) اور وہ لوگ جو مشرف بالایمان ہوئے اور اعمال بھی نیک بجالاتے ہیں ان کو بہت جلدی داخل کریں گے ہم باغوں والے ملک شام میں جسمیں بہتی ندیاں جیحوں اور سیحوں وغیرہ اور پھر اس پر قابض رہینگے ہمیشہ یہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور کون ہے بہت سچا اللہ سے بات وعدہ کی کہدینے میں۔

سو الحمد للہ یہ بشارت صحابہ رضؓ کی حیات میں ہی خدا نے پوری کر کے دنیا کو دکھلادی۔ ورنہ کسکو امید تھی کہ یہ غربا کی جماعت کسی روز فاتح شام و عراق ہو جائیگی۔ اور یہ بڑے نازک وقت میں کہی گئی تھی۔ پر خدا کے کام کون روک سکتا ہے۔

سورۃ المائدہ

پیشگوئی ۵۱

مائدہ ع - يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۚ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعٰمِ إِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ ۗ إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ۝ (ترجمہ) اے مومنین! تم اپنے عقدوں عہدوں کو پورا کرو۔ اور حلال کئے گئے ہیں تمہارے لئے چارپائے جانور۔ مگر جو کچھ پڑھا جاتا ہے تم پر کہ نہیں حلال شکار کرنا حالت احرام میں۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ جامع جمیع صفات کاملہ کا اختیار ہے۔ کہ جو چاہے حکم نافذ فرمائے۔

آیت ہذا میں خدا نے صحابہ کرام کو شرط کے ساتھ مشروط کر کے بطور اجرا ایک زبردست پیشگوئی سنادی۔ کہ اگر تم میرے عہدوں۔ حکموں اور میرے رسول کے عقدوں کو کامل طور پر پورا کرنے والے ہو جاؤ گے۔ تو ہم تمہاری خاطر تمہارے ساتھ ناحق جنگ کرنے والے دشمنوں کو چارپایوں کی مانند تمہارے قبضہ میں کر دینگے۔ ہاں جن کا شکار تمہارے لئے منع کر دیا گیا ہے ان کو نہ مارنا۔ یعنے جبتک تم مکہ میں ہو گویا احرام ہی میں ہو۔ پھر جب تمہیں وہ مکہ سے نکالدینگے تو پھر ان کا شکار کرنا

بھی تمہارے لئے برا ہوگا۔ یا ہو گیا ہے۔ یا جن لوگوں کا ذکر کرنا تمہیں منع کیا گیا ہے۔ ان پر چھری مت چلانا۔

ایسے دشمنوں کو چار پائے بھی کہا گیا ہے اولٰئک کالانعام بل ھم اضلّ سبیلاً۔ سو یہ پیشگوئی بھی جنگ بدر اور فتح مکہ کے روز پوری کی گئی۔

درس حدیث

از حضرت اولوالعزم خلیفہ ثانی

باب حدّثنی اسحٰق بن نصر۔ ہر ایک آدمی کی سمجھ اسکی عقل کے مطابق ہوتی ہے۔ بنی اسرائیل مدتوں تک فرعون کی غلامی میں رہے ان بیچاروں کو سوائے روٹی کے اور کوئی بات آتی ہی نہ تھی سوائے کھانے پینے کے اور کوئی فکر نہ ہوتی۔ موسیٰ سے بھی انہوں نے روٹی ہی مانگی۔ مسیح کے زمانہ میں بھی اگر کوئی سوال کیا تو وہ بھی تھا کہ انزل علینا مائدۃ من السماء۔ روٹی لاؤ۔ ان کو روٹی ملی مگر دین کی انہوں نے پرواہ نہ کی اور وہ بے دین رہ گئے۔ مسیح موعود علیہ السلام جنہوں نے بیعت لی یہی عہد لیا کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔" آپ نے روٹی نہیں مانگی۔ بلکہ دین کے لئے کہا ہے۔

بنی اسرائیل نے جب روٹی مانگی تو ان کو حکم ہوا کہ شہر میں جاؤ مگر حطّۃ کہتے جاؤ اور سجدہ کرتے جاؤ سجدہ سے مراد یہ نہیں کہ سر کو زمین پر رکھ کر جانا بلکہ یہ مراد تھی کہ فرمانبردار ہو کر جاؤ اگر انسان سجدے میں پڑا ہو۔ تو وہ تو ہل بھی نہیں سکے گا ان کو حکم تھا کہ فرمانبردار بنکر دعا کرتے ہوئے جانا۔

یہ کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ایسی دعائیں مسلمانوں کو بھی سکھلائی گئی ہیں حدیث میں دعا ہے کہ جب تم کسی گاؤں اور شہر میں جاؤ تو اسے دیکھو اور یہ دعا پڑھو۔ اللّٰھم ربّ السمٰوات السبع وما اظللن الخ اور قرآن میں سکھلایا گیا ہے۔ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق یہ تمام انبیاء کا طریق ہے ان کو اللہ تعالےٰ سکھلاتا ہے وہ پھر اپنے اتباع کو سکھلاتے ہیں کہ جہاں جاؤ دعائیں کرتے جاؤ بعض جگہ بہت منحوس ہوتی ہے وہاں آدمی کی صحت یا اخلاق یا دین خراب ہو جاتا ہے جیسے لاہور میں ایک مقام بلڈ نگز ہے وہاں جو آدمی جاتا ہے وہ کچھ نہ کچھ نحوست وہاں سے لیکر ہی آتا ہے